اس میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ تاوان کی اتنی خطیر رقم سب کی سب مالک سے وصول کی گئی۔ مگر اصل مجرم یعنی سگریٹ پینے والوں کو جو دراصل ہوا کو خراب کرتے تھے انکو نہ عدالت میں بلایا گیا نہ ان پر مقدمہ قائم کیا گیا اور نہ ہی ان سے کسی قسم کی جواب طلبی کی گئی نہ ہی ایک پیسہ بطور جرمانہ ان سے وصول کیا گیا۔ حالانکہ سگریٹ نوش ہی اصل قصور وار تھے۔ مالک کو شاید علم بھی نہ ہو کہ کون کون سگریٹ پیتا ہے اور اس سے کسی کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

Addiction of a common kind

right to smoke everywhere, regardless of the ryghts of Recently some have claimed theb smokers. It would come as news and enlightenment to these advocates of freedom toE no smoke that some months ago in Sydney, an Australian court ruled in a landmark decision that anemployer was negligent in not protecting a non smoker from the cigarette smoking of her colleagues.

A district court awarded a psychologist Australian $85,000 in damages ager she claimed that breathing in tobacco smoke for 12 years had made her asthma worse, leading to emptysema. Lawyers for Liesel Scholem, 64, descrubed the fourman jury ruling as world frist and said it put the onuson employers to provude a smoke-free environment. It was the first time in any common law country that an employee had successfully sued an employer for negligence in not providing a smokerfee workplace. In London buses there is a notice that a smoker would be fined one thousand pounds which equals Rs50,000!

Dangers of what is called passive smoking are so well established that it requires no arqument

اہم ترین بنیادی نکتہ بادی النظر میں یہ بات کچھ عجیب سی لگتی ہے کہ جرم کرنے کوئی اور بھرنے کوئی اور۔ لیکن غور کرنے سے دو باتیں سامنے آتی ہیں اول یہ کہ ہم ھدایہ کا حوالہ دے چکے ہیں کہ غلام کی عاقلہ نہیں ہوتی۔ اسکی عاقلہ مالک ہی ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ فیکٹری کے ملازم کی صورت میں یہ بات واضح ہے کہ ادویات سازی یا دوسری صنعت وغیرہ کا اجازت نامہ یعنی لائسنس ہی اس ضمانت پر ملتا ہے کہ ہر غلطی کا ضامن مالک ہوگا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مطبوعہ ملتان جلد نمبر۶ صفحہ ۱۲۲ پر ہمیں یہ حدیث ملتی ہے:

العاریہ مؤداہ والمنحہ مردودہ والدین مقضی والزعیم غارم (رواہ ترمذی و ابوداؤد واحمد وابن ماجہ والضیاء)

یعنی عاریت پر لی ہوئی چیز لوٹائی جائیگی۔ اسی طرح دودھ پینے کے لئے بکری یا اونٹنی دے یا زمین کسی کو کچھ دن کے لئے فائدہ اٹھانے کے لئے دیدے تو اسکا بڑا ثواب ہے مگر وہ بھی واپس کرنا ہوگی مزید قرض کا واپس کرنا بھی ضروری اور فرض ہے اور جو کوئی شخص کسی کا قرض اپنے ذمے لیلے تو اب جو شخص ضامن بن جائیگا اسپر قرض دینا واجب ہوجائیگا۔ ملا قاری لکھتے ہیں:

والغرم اداء الشئی یلزمه والمعنی انه ضامن ومن ضمن دینالزمه أداؤه

یعنی غرم اس چیز کی ادائیگی کو کہتے ہیں جو کسی پر لازم آجائے اسکے معنی ہیں کہ وہ ضامن ہے اور جو کوئی ضمانت دیگا تو اسپر لازم ہوجائیگا اسکا ادا کرنا یا ذمہ واری پوری کرنا جسکی اس نے ضمانت دی ہے۔

اب جب فیکٹری کا مالک لائسنس حاصل کرنے والا اپنا وعدہ یا ضمانت پوری کرنے سے قاصر ہوگا تو عدالت میں صرف اسی کو طلب کیا جائیگا۔ اسی سے جواب طلبی ہوگی۔ صرف اسی کو ذمہ وار ٹھیرایا جائیگا چاہے غلطی اسکے ملازم نے کی ہو۔ مالک یہ کرسکتا تھا کہ تمبا کو نوش لوگوں کو ملازم نہ رکھتا۔ یا تمبا کو نوشی کا الگ کمرہ مقرر کرتا اور دفتر میں ملازموں کو سگریٹ پینے پر پابندی لگادیتا۔ علی ھذالقیاس۔ اگر اسنے صحیح انتظام نہیں کیا تو قصور مالک ہی کا شمار ہوگا۔ سزا بھی اسی کو ہوگی۔ البتہ ملازم کو وہ مقدمہ سے پہلے نوکری سے نکال سکتا تھا۔ اسنے ایسا نہیں کیا تو وہ قصوروار سمجھا جائیگا۔ اس بنیادی نکتہ کو اگر امام طحاوی کے دلائل میں شامل کرکے دیکھا جائے تو مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے۔

عدل کا مفہوم

ڈاکٹر وحید الدین چیئرمین شعبۂ علوم اسلامیہ گومل یونیورسٹی

عدل اصل میں مصدر ہے اور یہ مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

قرآن کریم

فدیہ کے معنی ہیں۔

ولا یؤخذ منہا عدل [1]

اور ان سے فدیہ لیا جائے گا۔

وان تعدل کل عدل لا یؤخذ منہا [2]

اور اگر وہ ہر چیز (جو روئے زمین پر بطور) فدیہ دینا چاہے تو اس سے نہ لیا جائے گا۔

---

[1] البقرہ (۲) ، ۴۸ ۔

[2] الانعام (۶) ، ۷۰ ۔

یکساں کے مفہوم میں

او عدل ذلك صیاما لیذوق وبال امره[1]
یا اس کے برابر روزے رکھے تاکہ اپنے کام کی سزا کا مزہ چکھے۔

لغوی تحقیق واصطلاحی مفہوم

عدل (بفتح الدال) کے مختلف معانی
عدل بفتح دال کے معانی قیمت، فدیہ، مرد صالح اور حق وانصاف کے آتے ہیں[2]
ما قام فی النفوس انه مستقیم[3]
جو بات انسانی ذہنوں کو صحیح اور سیدھی محسوس ہوتی ہے وہ عدل ہے۔

امام راغب اصفہانی

العدل هو المساوات فی المكافات[4]
مکافات میں مساوات کا لحاظ رکھنا عدل ہے۔
یعنی نیکی کا بدلہ نیکی اور بدی کا بدلہ بدی ملنا چاہیئے

سید شریف

عدل، افراط، تفریط کے درمیان ایک نقطہ مساوات ہے جو اطراف کو برابر رکھتا ہے
اور حق پر آکر رک جاتا ہے[5]

---

[1] المائدہ: ۹۵ [2] لسان العرب، ج ۱۱، ص ۴۳۳ [3] لسان العرب۔
[4] مفردات امام راغب، باب العین، ص ۸۴ - ۸۸۔ العدل اقسال المساوات وبذل الحق [5] التعریفات سید شریف
باب العین، ص ۹۸ (امر المتوسط بین طرفی الافراط والتفریط

ابوالبقاء

عدل، ظلم کی ضد ہے، عدل یہ ہے کہ حق دار کو حق دلایا جائے اور جس کا حق نہیں اس سے لے لیا جائے۔ [۱]

علامہ عینی

عدل واجب التعمیل احکام کی تعمیل کا نام ہے۔ عدل یہ ہے کہ حق کو تسلیم کیا جائے اور ظلم کا خاتمہ کر دیا جائے۔ [۲]

الفیومی

القصد فی الامور وھو خلاف الجور [۳]

معاملات میں میانہ روی اختیار کرنا عدل ہے اور وہ ظلم کی ضد ہے

ارسطوطالیس

وعرف العدل بانہ اعطاء کل ذی حق حقہ [۴]

قرآن حکیم میں لفظ عدل اور اسکے مرادف

قرآن حکیم میں اس اصول کا ذکر لفظ عدل کے ساتھ سترہ[۱۷] آیات میں اور اس کے مشتقات کے ساتھ چھبیس[۲۶] مرتبہ ہوا ہے اور لفظ قسط بمعنی انصاف کے ساتھ تیئس[۲۳]

۱؎ کلیات العلوم ابی البقاء، فصل العین، ص ۶۴۶ ۔ ۲؎ عمدۃ القاری، شرح البخاری لعلامہ عینی، ج ۱۰، ص ۳۲۵ ۔

۳؎ المصباح المنیر، مادہ عدل، ص ۲۸۱ ۔ ۴؎ یوسف توما البستانی، اشال الشرق والمغرب، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۸۸ء،

مکتبہ دار الاندلس، بغداد، ص ۱۲۶

آیات میں اس کا ذکر ہوا ہے۔ اور ظلم جو عدل کی ضد ہے۔ قرآن حکیم کی تقریباً دو سو اٹھاسی [۲۸۸] مقامات میں اس کی مذمت کی گئی ہے۔

ظلم کے معنی ہیں "وضع الشیئ فی غیر محلہ"

"کسی چیز کو اس کے اصل مقام کے علاوہ دوسرے مقام پر رکھنا"

یعنی حق دار کی حق تلفی کرنا، کسی شخص کا حق روک لینا اور دبا دینا بھی ظلم ہے اور اس کا حق دوسرے شخص کو دے دینا بھی ظلم ہے اور حق کی ادائیگی میں کمی کرنا یا تاخیر کرنا بھی ظلم ہے۔

احادیث رسولؐ اور اقوال صحابہؓ کرام اور تابعین میں عدل اور عادل کی مدح اور ظلم اور ظالم کی مذمت سینکڑوں مرتبہ کی گئی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح

سیاست شرعیہ کی عمارت دو ستونوں پر قائم ہے ایک ہے مناصب اور عہدے اہل تر لوگوں کو دینا اور دوسرا ہے عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے کرنا۔ [۱]

حافظ ابن قیمؒ

اللہ کے دین کا مقصد یہی ہے کہ اس کے بندوں کے درمیان انصاف قائم کیا جائے اور لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ [۲]

عدل اور قسط

ائمہ لغت نے عدل کے معنی القضاء بالحق بیان کیئے ہیں یعنی حق کے مطابق فیصلہ کرنا۔ القسط مصدر ہے اور اس کے معنی ہیں النصیب یعنی حصہ اور حق۔ اور یہ عدل کے متبادل معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کیوں کہ دونوں کا حاصل ایک ہی ہے یعنی حق دار کو

---

[۱] السیاستہ الشرعیہ لابن تیمیہ، ص ۷۔ [۲] الطرق الحکمیہ، ص ۱۷۔ اعلام الموقعین، ج ۳، ص ۵

اسس کا حق دلانا اور دینا اور اسس کے عموم میں اللہ کے حقوق بھی داخل ہیں اور ہر قسم کے انسانی حقوق بھی۔ اسس لئے قیام بالقسط کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکنے اور مظلوم کو حق دلوانے کے لئے شہادت میں حق اور حقیقت کا اظہار کیا جائے اور اس سے گریز نہ کیا جائے۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت کا انتظام ہے فریقین کا کوئی مقدمہ ان کے سامنے پیش ہو تو ہر ایک کے ساتھ برابر کا سلوک اور معاملہ کیا جائے کسی ایک طرف یا کسی طرح کا میلان نہ ہونے دیں۔ معاملہ کی تحقیق میں اپنی پوری کوشش کریں پھر فیصلہ میں پورے پورے عدل وانصاف کا معاملہ رکھیں۔

قرآن حکیم میں "قسط" اور اس کے مشتقات ۲۴ مرتبہ وارد ہوئے ہیں۔ عدل ہی کے باعث میزان کو قسط سے تعبیر کیا گیا ہے۔

واوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم [۱]

اور جب ناپ تول کرو تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو

اس اصطلاح کی نسبت اللہ کی طرف بھی ہے اور بندوں کی طرف بھی

ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئا [۲]

اور قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں گے سو کسی پر اصلاً ظلم نہ ہوگا۔

واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان [۳]

اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول کو گھٹاؤ مت

اس مادہ کے بعض مشتقات کا استعمال ظلم کے معنی میں بھی آتے ہیں یعنی رفع عدل اور اہل سنت علماء نے اسے اضداد میں شمار کیا ہے۔

محولہ آیات جن میں عدل کا حکم دیا گیا ہے

البقرہ	(۲) : ۲۸۲
النساء	(۴) : ۳-۵۸-۱۳۵

[۱] الاسراء (۱۷) : ۳۵۔ [۲] الانبیاء (۲۱) : ۴۷۔ [۳] الرحمٰن (۵۵) : ۹

المائدہ (۵) : ۸ ، ۹۵ ، ۱۰۶
الانعام (۶) : ۱۵۲
الاعراف (۷) : ۱۵۹ ، ۱۸۱
النحل (۱۶) : ۹۰
الشوریٰ (۴۲) : ۱۵
الحجرات (۴۹) : ۹

محور ۸: آیات جن میں قسط یعنی انصاف کا حکم دیا گیا

قرآن حکیم کی درج ذیل آیات میں قسط یعنی انصاف کا حکم دیا گیا ہے

البقرہ (۲) : ۲۸۲
آل عمران (۳) : ۱۸ ، ۲۱
النساء (۴) : ۳ ، ۱۲۷ ، ۱۳۵
المائدہ (۵) : ۸ ، ۴۲
انعام (۶) : ۱۵۲
الاعراف (۷) : ۲۹
یونس (۱۰) : ۴ ، ۴۷ ، ۵۴
ہود (۱۱) : ۸۵
انبیاء (۲۱) : ۴۷
الاحزاب (۳۳) : ۵
الحجرات (۴۹) : ۹
الرحمٰن (۵۵) : ۲۵
الحدید (۵۷) : ۲۵

عدل کا مقام

۱۔ اسمائے حسنہ میں اللہ کا اسم گرامی عدل بھی ہے۔

عدل اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس کی ذات سے صادر ہونے والی ہر شے حق و عدل ہے

واللہ یقضی بالحق [۱]

اور اللہ تعالیٰ سچائی کے ساتھ حکم فرماتا ہے۔ اور اپنے رویۂ عدل کا اظہار یوں فرمایا ہے

وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ [۲]

اور آپ کے پروردگار کی باتیں سچائی و عدل میں پوری ہیں اور اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں

سورۂ نساء میں قوامین بالقسط شہداء للہ ہے جبکہ مائدہ میں قوامین للہ شہداء بالقسط ہے الفاظ میں حرف بحرف مماثلت ہے مگر ترکیب بدلی ہوئی ہے قسط کو اللہ کی جگہ اور اللہ کو قسط کی جگہ لاکر ایک دوسرے کا متبادل قرار دیا گیا ہے اور اسمائے حسنہ میں اللہ جل شانہ کا اسم گرامی عدل اس کی تغییر و تائید ہے

۲۔ کائنات میں صفت عدل کا تکوینی اظہار

اللہ تعالیٰ کی صفت عدل کا تکوینی اظہار پوری کائنات میں عیاں ہے

ما تری فی خلق الرحمن من تفوت فارجع البصر هل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وهو حسیر [۳]

دیکھنے والے! کیا تو رحمن کی آفرینش میں نقص دیکھتا ہے ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ۔ بھلا تجھ کو کوئی شگاف نظر آتا ہے پھر دوبارہ نظر کر تیری نظر (ہر بار) تیرے پاس ناکام اور نامراد تھک کر لوٹ آئے گی۔

---

۱ المومن (۴۰) ۲۰۱۔ ۲ الانعام (۶) ۱۵۱۔ ۳ الملک (۶۷) ۳-۴۔

۳۔ کائنات کا نظم و ضبط عدل کی مرہون منت ہے

اور یہی نظام عالم محض اللہ کے عدل و انصاف کے بل بوتے پر قائم ہے۔

شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملئکۃ واولوالعلم قائما بالقسط ۱

ترجمہ: گواہی دی اللہ نے اس کی بجز اس کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی اور معبود بھی اس شان کے ہیں کہ اعتدال کیساتھ انتظام رکھنے والے ہیں۔

اللہ کی اس صفت عدل کا تکوینی مظاہرہ پوری کائنات میں نمایاں ہے کائنات کا نظم و ضبط مظہر عدل کی شان ہے۔

۴۔ سلسلہ رشد و ہدایت اور بعثت انبیاء کا مقصد عدل ہے

اس کا مقصد بھی عدل و انصاف کا قیام و استحکام ہے۔ گویا دنیا کے سارے نظام کا منشاء ہی قیام عدل ہے۔

ولقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس ۲

ہم نے اپنے پیغمبر کو کھلے احکام دے کر بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب کو اور انصاف کرنے (کے حکم) کو نازل کیا تاکہ لوگ اعتدال پر قائم رہیں اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا جس میں شدید ہیبت ہے اور اس کے علاوہ لوگوں کے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں۔

وانزلنا الحدید میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صرف وعظ و نصیحت کافی نہیں بلکہ شرارت طبائع کو لوہے کی زنجیروں اور ہتھیاروں سے باندھ کر انصاف قائم رکھنے پر مجبور کر دیا جائے

یاداؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالعدل ۳

اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے سو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا۔

---

۱ آل عمران (۳) ۱۸۔ ۲ الحدید (۵۷) ۲۵۔ ۳ ص (۳۸) ۲۶

خلافت ایزدی کا منشاء، اقامت عدل ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ اقامتِ عدل خلیفۃ المسلمین کے لئے فرض ہے

وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھوائھم [1]

انبیاء علیہم السلام کو بما انزل اللہ کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی روشنی میں فیصلہ دینا ہی اقامت عدل ہے گویا اسلامی شریعت عدل پر قائم ہے اس کا ہر ہر حکم عدل پر مبنی ہے جہاں عدل ہوگا وہاں شریعت ہوگی۔

ابن قیم

ابن القیم نے شریعت کے اصول واحکام کو کلیہ کے طور پر اس طرح بیان کیا ہے۔

فاذا ظھرت امارات العدل واسفر وجھہ بای طریق کان فثم شرع اللہ ودینہ [2]

عدل وانصاف کی نشانیاں ظاہر ہو جائیں اور عدل کا چہرہ صاف نظر آنے لگے خواہ یہ کسی طریقہ سے بھی ہو تو وہیں اللہ کی شریعت اور اس کا دین ہے

علامہ ابن عربی

یادا قد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض ...... لخ کی تشریح میں رقمطراز ہیں۔

الخلفاء علی اقسام ا۔ اولھم الامام الاعظم ...... والامام الاعظم لا یمکنہ تولی کل الامور بنفسہ فلا بد من الاستنابۃ وھی علی اقسام کثیرۃ منھا ؛ القضاء بین الناس فلہ ان یتقضی ولہ ان یقدم من یقضی نظرم النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی مبانۃ علی ابن ابی طالب حین بعثہ الی الیمن [3]

ترجمہ:۔ خلفاء کی چند اقسام ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلے امام اعظم ہے، اور امام اعظم کے لئے تمام امور کی تولی اور نگرانی ممکن نہیں لہٰذ ضروری ہے کہ وہ ان امور میں اپنے نائبین مقرر کرے اور نائبین کے تقرر کے لئے متعلقہ شعبہ جات متعدد اقسام پر ہیں متعدد اقسام ہیں جن میں سے ایک شعبہ قضا ہے چنانچہ اسے اختیار حاصل ہے کہ چاہے تو خود قضاء کا شعبہ سنبھالے اور چاہے تو کسی کو اس شعبہ کے لئے اپنا نائب اور قائمقام بنائے چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں

[1] المائدہ (۵): ۴۸ [2] الطرق الحکمیہ، ص ۱۴ - [3] احکام القرآن لابن عربی، ج ۳، ص ۱۶۴۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت وہاں کا شعبہ قضاء سونپا تھا

اقامت عدل کا یہ حکم صرف امت مسلمہ کے لئے نہیں بلکہ غیر مسلموں کے معاملات میں بھی یہی حکم ہے

فان جاءوک فاحکم بینہم او اعرض عنہم وان تعرض عنہم فلن یضروک شیئاء

تو اگر یہ لوگ آپ کے پاس آویں تو خواہ آپ ان میں فیصلہ کر دیجئے یا ان کو ٹال دیجئے اور اگر آپ ان کو ٹال ہی دیں تو ان کی مجال نہیں کہ آپ کو ذرا بھی ضرر پہنچا سکیں

درج بالا آیت میں آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ یہود کے مقدمات کا فیصلہ کریں یا اعراض کریں

علامہ ابن جصاص

ظاہر ذلک یقتضی معنیین احدہما تخلیتہم واحکامہم من غیر اعتراض الثانی التخییر بین الحکم والاعراض

واختلف السلف فی بقاء ہذا الحکم فقال قائلون التخییر باق وقال بعضہم کان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مخیرا حتی نزلت وان احکم بینہم بما انزل اللہ والقائل بالنسخ ہو ابن عباس[1]

اس آیت کا ظاہر دو معنوں کا متقاضی ہے ایک یہ کہ ان کو اور ان کے احکام کو بغیر اعتراض کے چھوڑ دیں۔ دوسرا یہ کہ حکم اور اعراض میں آپ کو اختیار ہے۔ سلف کا اس حکم کے بقا میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں آپ کے لئے یہ اختیار باقی ہے جب کہ بعض کا کہنا ہے کہ آیت کریمہ میں وان احکم بینہم کے نزول سے پہلے اختیار تھا اس آیت سے منسوخ ہو گیا ہے۔ نسخ کے قائل حضرت ابن عباسؓ ہیں۔

پھر یہ آیت نازل ہوئی

وان احکم بینہم بما انزل اللہ ولا تتبع اہواءہم واحذرہم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک[2]

اور ہم حکم دیتے ہیں کہ آپ ان کے باہمی معاملات میں اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے اور ان کی خواہشوں پر عملدر آمد نہ کیجئے اور ان سے یعنی ان کی بات سے احتیاط رکھیئے کہ وہ آپ کو اللہ کے بھیجے ہوئے کسی حکم سے بچلا دیں۔

اس آیت نے اپنے ما قبل کی آیت کو منسوخ کر دیا

علامہ ابن عربی

قال بعض المفسرین ہذہ الایۃ التی ذکرناہا ناسخۃ لما قبلہا التی فیہا تخییر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ان یحکم بینہم او یعرض عنہم[3]

---

[1] احکام القرآن للجصاص، ج ۲، ص ۴۳۵ [2] المائدہ (۵)، ۴۹ [3] احکام القرآن لابن عربی، ج ۲، ص ۶۳۲، الخازن، ج ۲، ص ۶۱ ۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ج ۲، ص ۲۸۵

ونزلت ھذہ الایۃ فی قضیۃ قتیل کان بین الیھود فجاء کعب بن اسید وعبد اللہ بن صوریا وشاس بن قیس الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا محمد قد عرفت انا احبار الیھود واشرافھم وسادتھم وان اتبعناک اتبعنا الیھود ولم یخالفونا وان بیننا وبین قومنا خصومۃ فنتحاکم الیک فاقض لنا علیھم نؤمن بک ونصدقک فابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ ھذہ الایۃ ؎ ۵

یہ آیت کریمہ اس سابقہ آیت کا منسوخ کر رہی ہے جس میں آپ کو کفار کے درمیان فیصلہ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ یہ آیت یہود کے ایک قتل کے بارے میں نازل ہوئی اس مقدمہ میں کعب بن اسید، عبد اللہ بن صوریا اور شماس بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے محمد (ﷺ) آپ جانتے ہیں کہ ہم یہود کے علماء اور معززین ہیں اگر ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو سارے یہود (گرد و نواح) آپ پر ایمان لائیں گے آپ اس مقدمہ میں فریق مخالف کے خلاف ہمارے حق میں فیصلہ کر دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کی تصدیق کر دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار کر دیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی

وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمنا علیہ فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم عما جاءک من الحق لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا ؎

اور ہم نے یہ کتاب آپ کے پاس بھیجی ہے جو خود بھی صدق کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے پہلے جو کتابیں ہیں ان کی بھی تصدیق کرتی ہے اور ان کتابوں کی محافظ ہے تو ان کے باہمی معاملات میں اسی بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے۔ اور یہ جو سچی کتاب آپ کو ملی ہے اس سے دور ہو کر ان کی خواہشوں پر عملدرآمد نہ کیجئے۔ تم ہی سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی

علامہ جصاص

قال ابن عباس ومجاھد وقتادۃ المھیمن الامین وقیل الشاھد وقیل الحفیظ والمعنی فیہ انہ امین علیہ ینقل الینا ما فی الکتب المتقدمۃ من غیر تحریف ولا زیادۃ ولا نقصان لان الامین علی الشیء مصدق علیہ فاحکم بینھم بما انزل اللہ الیک یدل علی نسخ التخییر ویدل علی انہ لا یجوز الحکم بالتورۃ

؎ جامع البیان للطبری المجلد (۵) ج ۶ ص ۱۲۸-۱۲۷ ۔ ۶۸۱ ۔ ۱۵۶

ولا بالانجیل لانهم مامورون بترکه واتباع شریعة النبی صلے اللہ علیہ وسلم شریعتہ القرآن لانه لجمیع الناس [1]

۵۔ تقویٰ، عدل کی منزل ہے

اسلامی عبارات میں تقویٰ ملاک الحسنات اور دینی عبارات کی اول الغایات ہے۔

ان التقوی ملاک الحسنات

نماز کے متعلق ارشاد ہے۔ ان الصلوٰة تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر [2]

فحش اور منکر سے بچے رہنا تقویٰ ہے کیونکہ تقوی کا لغوی مفہوم ہی بچنا ہے اور روزہ کا مقصد بھی یہی ہے۔

یا ایھا الذین امنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون [3]

اور قربانی سے مقصود بھی یہی ہے۔

لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم [4]

اور یہی تقویٰ ہے جسے عدل کی منزل قرار دیا گیا ہے۔

اعدلوا هو اقرب للتقوی [5] عدل کرو کہ عدل تقویٰ سے قریب تر ہے۔

اور مذکورۃ الصدر آیت میں معاً بعد فرمایا۔

واتقوا اللہ یعنی اللہ سے ڈرو

گویا عدل اور تقوی لازم وملزوم ہیں اس سے یہ نتیجہ سامنے آیا ہے کہ جس شخص میں تقوی ہوگا وہ اللہ سے ڈرے گا اور عدل اختیار کرے گا۔

تفسیر ابی السعود ان اللہ امر المومنین باقامة العدل وبین ان اقامة العدل بمکان من التقوی وبعد ما نهاهم من الجور، بین ان مقتضی التقوی واذا کان وجوب العدل فی حق الکفار بهذه المثابة فما ظنك بوجوبه فی حق المسلمین۔ [6]

---

[1] احکام القرآن للجصاص، ج ۲ ص ۲۴۴۔ فی ظلال القرآن، ج ۲، ص ۹۰۲۔

[2] العنکبوت: ۴۵۔ [3] سورۃ البقرہ: ۱۸۳۔ [4] سورۃ الحج: ۳۷۔ [5] المائدہ: ۸

۶۔ احکام میں پہلا حکم عدل ہے سورہ نحل کی ایک آیت میں کچھ اچھی باتوں کا حکم دیا گیا ہے اور کچھ بری باتوں سے منع کیا گیا ہے لیکن ان اوامر ونواہی میں سب سے پہلے جس بات کا ذکر کیا گیا ہے وہ عدل ہی ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون[1]

بے شک اللہ حکم دیتا ہے عدل کا اور احسان کا اور قرابت داروں کو کچھ دینے کا، اور روکتا ہے بے حیائی سے اور برائی سے اور سرکشی سے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

۷۔ عدل کی راہ میں رکاوٹ کی نشاندہی مدینہ طیبہ میں اسلامی ریاست کی باقاعدہ داغ بیل ڈالی جا رہی تھی اور انفرادی زندگی سے آگے اجتماعی زندگی میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر عدل کے نفاذ اور قیام کی ضرورت تھی اس لئے ان پہلوؤں کی نشاندہی کر دی گئی جہاں اقامت عدل کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔

انصاف کا مطالبہ صرف دوسروں ہی سے نہ ہو بلکہ اپنے نفس سے بھی ہونا چاہیئے۔ خود اپنی ذات کے علاوہ والدین یا اقربا کے خلاف حق وانصاف کا راستہ اختیار کرنا آسان کام نہیں۔ عدل میں سب سے پہلے انسان کی اپنی ذات حائل ہوتی ہے اس کے بعد اقرباء ہوتے ہیں۔ اقرباء میں سب سے زیادہ والدین کی محبت عدل کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔ خواہش نفس کی پیروی اور دوسروں کی محبت وقرابت کی وجہ سے عدل وانصاف کا خون ہو سکتا تھا۔ اس لئے درج ذیل آیت میں انسان کی ان کمزوریوں کو پیش نظر رکھ کر ہدایات دی گئی ہیں۔

یاایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین[2]

اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو۔

جس طرح محبت وقرابت عدل کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے اسی طرح نفرت وعداوت بھی اس راہ کا سنگ گراں ہے عدل وانصاف کی ترازو ایسی صحیح اور متوازن ہونی چاہیئے کہ عمیق سے عمیق محبت اور شدید سے شدید عداوت بھی اس کے دونوں پلڑوں میں سے کسی پلڑہ کو جھکا نہ سکے۔

مذکورۃ الصدر آیت میں اپنی ذات اور برادری سے ہٹ کر اقامت عدل کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح

---

[1] نحل (۱۶) ۹۰ – [2] نساء (۴) ۱۳۵

درج ذیل آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی سے بغض و عداوت انصاف کے قیام میں رکاوٹ نہ بن جائے۔ اگر دشمن غیر مسلم بھی ہو اور اس کا مقابلہ خود اپنے نفس بلکہ اپنے ماں باپ سے ہو جائے تو بمقابلہ دشمن ان کا خلاف کیا جائے گا مگر غیر دشمن کو اس کا حق اسے بہرحال پورا پورا دلایا جائے گا اور عدل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مظلومیت کا احساس نہ ہو۔ وہ آیت یہ ہے

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنئان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون [1] مائدہ ۵-۸

اے ایمان والو اللہ کے لئے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور خاص لوگوں کی عداوت تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو کہ وہ تقوی سے زیادہ قریب ہے۔

۸۔ اتفاقی طور پر انصاف کرنے سے ذمہ داری پوری نہیں ہوتی

اسلام میں ظلم جو عدل کی ضد ہے دشمن کے لئے بھی روا نہیں رکھا گیا۔ ان دونوں آیتوں کے طرز بیان میں یہ بات خاص طور پر قابل نظر ہے کہ "کونوا قوامین بالقسط شھداء"، یا "قوامین للہ شھداء بالقسط" کا طویل جملہ اختیار کیا گیا ہے حالانکہ عدل وانصاف کا حکم صرف ایک لفظ "اقسطو" کے ذریعہ بھی دیا جا سکتا تھا۔ اس طویل جملہ کے اختیار کرنے میں اس طرف اشارہ کرنا منظور ہے کہ اتفاقی طور پر کسی معاملہ میں عدل وانصاف کر دینے سے ذمہ داری پوری نہیں ہوتی کیونکہ کسی معاملہ میں انصاف ہو جانا تو ایک طبعی امر ہے یہ تو ظالم سے ظالم حاکم سے بھی کسی معاملہ میں انصاف تو ہو ہی جاتا ہے۔ دونوں جملوں میں قوامین استعمال فرما کر یہ بتلا دیا کہ عدل وانصاف پر ہمیشہ، ہر وقت، ہر حال میں اور ہر دوست و دشمن کے لئے قائم رہنا ضروری ہے۔

۹۔ اقامت عدل کی ذمہ داری امت مسلمہ پر

آج کی دنیا میں جاہل عوام کو چھوڑیئے لکھے پڑھے تعلیم یافتہ حضرات بھی یہ سمجھتے ہیں کہ انصاف کرنا صرف حکومت و عدالت کا فریضہ ہے عوام اس کے ذمہ دار نہیں ہیں اور یہی وہ سب سے بڑی وجہ ہے جس نے ہر ملک و سلطنت میں حکومت اور عوام کو متضاد فریق بنا دیا ہے۔ ہر ملک کے عوام اپنی حکومت سے عدل وانصاف کا مطالبہ کرتے ہیں مگر خود کسی انصاف پر قائم رہنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ قانون معطل ہے اور جرائم کی روز افزوں ترقی ہے۔

---

[1] المائدہ (۵) ۸

اس میں کوئی شک نہیں کہ انصاف کا ایک درجہ حکومت اور حکام کے ساتھ مخصوص ہے اور اس راہ میں رکاوٹ بننے والوں کو سیدھا کر دیا جائے اور یہ اقامت عدل حکومت ہی کر سکتی ہے جس کے ہاتھ میں طاقت اور اقتدار ہے۔

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس ؎۱

اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا جس میں شدید ہیئت ہے اور اس کے علاوہ لوگوں کے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں۔ مذکورۃ الصدر دونوں سورتوں، سورۃ نساء اور مائدہ کے دونوں مقام پر اقامت عدل کا خطاب کا آغاز یاایھا الذین امنوا سے فرمایا گیا ہے تو اس کا واضح مطلب یہ سامنے آیا ہے کہ اقامت عدل کی اس اہم فریضہ کی ذمہ داری حکومت و عدالت کے علاوہ امت مسلمہ پر بھی آتی ہے۔

۱۰۔ عدل کا تعلق بنی نوع انسان سے ہے

مگر عدل و انصاف کا یہ حق امت مسلمہ کے علاوہ بنی نوع انسان کے ہر فرد کو حاصل ہوگا خواہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو۔

"واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل"

یہاں "محاکمہ بین المسلمین" کی بجائے "بین الناس" فرمایا گیا ہے۔ یہاں سے اسلام کے تصور و عدل کی جامعیت اور یکسانیت کا پتہ چلتا ہے کہ عدل صرف مسلمان کا ہی نہیں ہر انسان کا حق ہے۔

۱۱۔ مفت اور فوری حصول انصاف عدل کا تقاضہ ہے

انصاف میں تاخیر کرنا بھی ظلم ہے اسلامی حکومت کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ رعایا کو مفت اور فوری انصاف مہیا کیا جائے۔ انصاف ہر شہری کا حق ہے اور یہ بات اسلامی تصور عدل کے خلاف ہے کہ انصاف دینے کے لئے معاوضہ لیا جائے۔ انصاف میں بے جا تاخیر کرنا بھی ظلم کے مترادف ہے۔ وکلاء کی بھاری فیس، اسٹامپ اور کتابت کے اخراجات کے علاوہ ایک معمولی سے مقدمہ میں بے ضرورت پچاسوں تاریخیں، آمدورفت کے اخراجات، عدالتوں کے لایعنی چکر ان تمام چیزوں کی وجہ سے غریبوں کو انصاف کا میسر آنا... دشوار ترین ہے۔

۱۲۔ کورٹ فیس اور عدل

کورٹ فیس عدل میں رکاوٹ کا باعث ہے اس لئے اسلام کے عدالتی نظام میں کورٹ فیس کا کوئی جواز نہیں۔ عدل وانصاف مہیا کرنا اسلامی حکومت کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ اس لئے اس کی قیمت اور معاوضہ "کورٹ فیس"

؎۱ الحدید (۵۷) : ۲۵

کے نام سے وصول کرنا بھی ناجائز ہے ۔ اور اہل معاملہ سے اس نام پر فیس کی وصولی اس طرح حرام ہے جیسے رشوت حرام کی گئی ہے ۔ انصاف پر کورٹ فیس اور سٹامپ اور طرح طرح کے اخراجات ڈالنا درحقیقت انصاف کی تجارت ہے اور رشوت لے کر فیصلے کرنا یہ حکام کی تجارت ہے اور یہ دونوں ظلم ہیں اور فقہائے کرام نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ ظلم کو عدل سمجھنا کفر ہے ۔

علامہ رشید رضا

علامہ رشید رضا بجا لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ نے مطلق طور پر عدل کا حکم دیا ہے ۔ [1]

حقیقی مساوات جس کا اسلام علمبردار ہے بغیر عدل کامل کے نمایاں نہیں ہو سکتی کیوں کہ ادائیگی حقوق کا نام عدل اور تلفی حقوق کا نام ظلم ہے ۔

ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوی [2]

یہاں عدل و انصاف کی قیمت متحدہ ملت کی بجائے بنی نوع انسان کا ہر وہ فرد ہے جو اس کا مستحق ٹھہرے

ان یکن غنیا او فقیرا فالله اولی بهما فلا تتبعوا الهوی ان تعدلوا وان تلووا او تعرضوا فان الله کان بما تعملون خبیرا [3]

۱۳۔ عدل کی اصل مساوات عامہ ہے

اسلامی تصور انصاف سختی کے ساتھ مساوات کی تلقین کرتا ہے اور عدل کی اصل مساوات عامہ ہے

یا ایها الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم ان الله علیم خبیر [4]

اے انسانی اقوام میں نے تم سب کو ایک باپ اور ماں سے پیدا کیا ہے ۔ پھر تمہیں قومیں اور ذاتیں بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو ۔ تم میں سب سے زیادہ صاحب عزت و شرافت وہ ہیں جو سب سے زیادہ قانون الہی پر چلنے والے ہوں ۔ یقیناً اللہ تمہارے ظاہری حالات کا عالم اور باطنی ارادوں سے واقف ہے ۔

قومیت کا غرور ، رنگ و نسل کا امتیاز ، جغرافیائی حدود کا اختلاف اور مختلف زبان بولنے والوں کا لسانی جھگڑا ، یہ سب باتیں مساوات کے خلاف ہیں جن کا آیت کریمہ میں کلیتہً رد کیا گیا ہے ۔

---

[1] سید رشید رضا تفسیر القرآن الحکیم ، ج ۵ ، ص ۱۷۵ ۔ [2] المائدہ (۵) : ۸ ۔ [3] آیت قرآن
[4] الحجرات (۹) : ۱۳

بحوالہ ابن ہشام (فرمان نبوی صلے اللہ علیہ وسلم)

یا معشر قریش ان اللہ قد اذہب عنکم نخوۃ الجاہلیۃ وتعظمہا بالاباء ایہا الناس کلکم من آدم وادم من تراب لافخر للانساب ولا فضل لعربی علی عجمی ولعجمی علی عربی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ۱

او کما قال علیہ السلام

اے گروہ قریش اللہ نے تمہاری جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا کی بزرگی کے فخر کو تم سے دور کر دیا ہے اے لوگو! تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے تھے نسب کے لئے کوئی فخر نہیں عربی عجمی پر عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، تم میں سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

تمام انسانوں کی قومیت، مادہ تخلیق اور خمیر ایک ہی ہے اور سب کا وطن بھی ایک ہی قرار دیا یعنی کرۂ زمین۔

ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین

اور نبوت کی نگاہ میں سب رنگ یک رنگ ہو گئے، سفید فام اور سیاہ فام کا کوئی امتیاز باقی نہیں۔

بعثت الی الاسود والاحمر

میں کالے اور گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

صہیبؓ رومی ہو یا بلالؓ حبشی مختلف رنگوں میں ڈوبے ہوؤں کو ایک ہی رنگ چڑھا،

صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ

رنگ تو اللہ ہی کا ہے اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے۔

قضاء اور عدل

قضاء عدل کا عین ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ عدل قضاء کا عکس ہے۔ انہ تفعلہ عوالعدل بعینہ بل العدل تتیجۃ منہ۔ گویا قضاء اصل ہے اور عدل اس کی فرع ہے۔ اس وجہ سے عدل کے ضمن میں قضاء کی بحث لائی گئی ہے۔

قضاء کی لغوی تحقیق

لفظ قضاء لغت میں قضی یقضی سے مصدر کا صیغہ ہے۔ اصل میں قضایٌ تھا عربی زبان کے ایک قاعدہ کے مطابق یا کو ہمزہ سے بدل دیا گیا۔

---

۱ سیرت ابن ہشام، ج ۴، ص ۵۴

۱۔ الجوہری | اصلہ قضای ، لانہ من قضیت الا ان الیاء لما جاءت بعد الالف ھمزت وقضی علیہ ای حکم علیہ وبینہما فھو قاض وذلک مقضی علیہ ومنہ قضی القاضی بین الخصوم [۱]

اصل میں قضائی تھا یا الف کے بعد آئی اس لئے اس کو (صرف کے قانون کے مطابق) ہمزہ سے بدل دیا گیا (قضاء ہو گیا) اور قضا کا مطلب فیصلہ کرنا، حکم لگانا۔ فاعل قاضی اور مفعول مقضی علیہ ہے۔

۲۔ محمد مرتضی زبیدی

ای قطع بینہم فی الحکم [۲]

یعنی ان کے درمیان فیصلہ کیا

۳۔ کلیات ابوالبقاء وغیرہ | کسی چیز کو قول یا فعل کے ذریعہ پورا کرنا ہے۔ [۳]

۴۔ عربی میں جب یہ کہا جائے "قضی فلان نحبہ"، تو اس کا مطلب یہ ہے "انقطعت حیاتہ فمات" اس کی زندگی ختم ہو گئی اور وہ مر گیا۔

۵۔ "قضی فلان دینہ"، کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنا قرضہ ادا کر دیا۔ قضاء کے لغوی معنی انقطاع کے ہیں ان سب میں جو مفہوم مشترک ہے وہ کسی چیز کے مکمل اور حتمی طور پر طے کر دینے یا ختم کر دینے کے ہیں۔

قرآن حکیم میں لفظ قضاء کے متعدد مفہوم مختلف آیات کی روشنی میں ——

قرآن حکیم میں بھی اس لفظ کا استعمال مختلف مواقع پر آتا ہے۔

۱۔ واذا قضی امرا [۴] ای اذا اراد امرا

اور جب اللہ کسی کا ارادہ کر لیتا ہے —— یہاں اس کے معنی ارادہ کرنے کے ہیں۔

۲۔ فلما قضی زید منہا وطرا [۵] —— ای اخذ حاجتہ

پھر جب زید کا اس سے جی بھر گیا۔

۳۔ فمنہم من قضی نحبہ (ای من مات لتہ) ومنہم من ینتظر

---

[۱] الصحاح، ج ۶، فصل القاف، باب الیاء، ص ۲۴۶۳۔ [۲] محمد مرتضی زبیدی، تاج العروس، ج ۱۰، ص ۲۹۶۔ ۲۹۷ المصباح المنیر للفیومی، ج ۲، ص ۶۱۲۔ [۳] کلیات ابوالبقاء ودیگر ماہرین لغت، بحوالہ ابن عرنوس، ص ۳۱۔ [۴] روح المعانی، ج ۱۵ ص ۵۰۔ [۵] الاحزاب (۳۳) ۳۷۔ [۶] الاحزاب (۳۳) ۲۳

پھر بعض تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں (یعنی وفات ہو گئے) اور بعض ان میں مشتاق ہیں۔

۴۔ فاذا قضیتم مناسککم[1] ای تممتم بھذہ المناسک۔ پھر جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکو

۵۔ فاقض ما انت قاض[2] بمعنی الفصل۔ جو تجھے کرنا ہے کر گزر۔

۶۔ "فوکزہ موسیٰ فقضی علیہ[3]"، ای فقتلہ

ترجمہ: تو موسیٰ نے اس کو (ایک) گھونسا مارا سو اس کا کام ہی تمام کر دیا۔

"وقضی ربک[4]"، اور تیرے رب نے حکم دیا۔ اس جگہ اس کے معنی حکم دینے کے ہیں۔

"واللہ یقضی بالحق"، ای یحکم منہ تقضی القاضی بین الخصوم[5]

۷۔ فاذا قضیت الصلوٰۃ[6]۔ جب نماز ادا کر دی جائے۔ اس موقع پر اس کے معنی ادا کر دینے کے ہیں۔

۸۔ قضی الامر[7] الذی فیہ تستفتیٰن

جس بارے میں تم پوچھتے تھے وہ اس طرح مقدر ہو چکا۔ اس کے معنی فارغ ہو جانے کے بھی ہیں۔

۹۔ فاذا قضیتم مناسککم۔ ای ادیتموھا وفرغتم[8] "پھر جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکو"، یعنی انہیں ادا کر دو اور تم فارغ ہو جاؤ یعنی فراغ اور ادا کے معنی میں آتے ہیں۔

۱۰۔ فلما قضینا علیہ الموت[9]۔ ای الزمناہ "پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا"، یعنی لزوم کے معنی میں ہے اور قضی القاضی کا مطلب بھی یہی ہے۔ الزم الحق علیہ

۱۱۔ فقضاھن سبع سموات[10]۔ ای خلقھن۔ خلق اور تقدیر کے مفہوم میں آتا ہے۔

۱۲۔ ولولا کلمۃ سبقت من ربک الی اجل مسمی لقضی بینھم[11]۔ اور اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک وقت معین تک (کے لئے مہلت دینے کی) ایک بات پہلے قرار نہ پا چکی تو (دنیا میں) ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

"ای لفصل الحکم بینھم"، یعنی ان کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہوتا۔

۱۳۔ وقضینا الیہ ذلک الامر[12] ـ ای انھیناہ الیہ وابلغناہ ذلک[13]

"اور ہم نے لوطؑ کے پاس یہ حکم بھیجا"، یعنی ہم نے اس کی طرف پہنچایا۔

---

[1] البقرہ (۲) ۲۰۰۔ [2] طٰہٰ (۲۰) ۷۲۔ [3] القصص (۲۸) ۱۵۔ [4] بنی اسرائیل (۱۷) ۲۳۔ [5] روح المعانی، ج ۲۴، ص ۵۴۔ [6] الجمعہ (۶۲) ۱۰۔ [7] یوسف (۱۲) ۴۱۔ [8] البقرہ (۲) ۲۰۰۔ روح المعانی، ج ۲، ص ۱۲۷، طبعۃ الحلبی۔
[9] سبا (۳۴) ۱۴۔ [10] تفسیر النسفی، ج ۴، ص ۹۰۔ صفوۃ البیان، ج ۲، ص ۲۷۶۔ روح المعانی، ج ۲۴، ص ۹۲۔
[11] شوریٰ (۴۲) ۱۴۔ [12] حجر (۱۵) ۶۶۔ [13] روح المعانی، ج ۱۴، ص ۶۴۔

حاصل کلام | حاصل یہ ہوا کہ لفظ قضاء کے بہت سے معانی ہیں مگران سب میں الزام، انقطاع اور کسی کام کے پورا ہونے کا معنی قدر مشترک کے طور پر لازمی پایا جاتا ہے [۱]

لغت کی کتابوں میں اس لفظ کے متعدد معنے آئے ہیں لیکن فریقین کے درمیان کسی تنازعے کا فیصلہ کرنا اس کا کثیر الاستعمال مفہوم ہے ۔ قضی بین الخصمین وعلیهما ای حکم بینهما وعلیهما یعنی اس نے فریقین کے درمیان تصفیہ کر دیا اور ان پر اپنا فیصلہ نافذ کر دیا اسی اساسی مفہوم کی مناسبت سے فقہاء نے قضاء کی قانونی اور اصطلاحی تعریف مختلف الفاظ میں کی ہے ۔ لیکن مفہوم سب کا ایک ہے ۔

قضاء کا اصطلاحی مفہوم

۱۔ **حنفی نقطہ نظر ابن عابدین** | الفصل فی الخصومات، وقال العلامة قاسم انه انشاء الزام فی مسائل الاجتهاد المتقاربة فیما یقع فیه النزاع لمصالح الدنیا [۲]

مقدمات کا فیصلہ کرنا ۔ علامہ قاسم فرماتے ہیں دینی مصالح کے لئے نزاعی امور میں کسی اجتہادی مسئلے کے فیصلہ کو لازم کرنے کو قضاء کہتے ہیں ۔

۲۔ "الفصل فی الخصومات و قطع المنازعات علی وجه مخصوص" [۳]

ترجمہ : مقدمات کا فیصلہ اور تنازعات کا خاص انداز میں خاتمہ

۳۔ **علامہ عینی** | وفی الشرع یراد به الالزام وفصل الخصومات وقطع المنازعات .

شریعت میں اسی سے مراد مقدمات کا فیصلہ کرنا، منازعات کا ختم کرنا اور کوئی فیصلہ کسی شخص پر لازم کرنا ہے

۴۔ **المجلہ** | لفظ قضا حکم اور حاکمیت کے معنی میں آتا ہے ۔ [۴]

۵۔ الحکم هو عبارة عن قطع الحاکم المخاصمة وحسمه ایاها وهو علی قسمین القسم الاول هو الزام الحاکم المحکوم به علی المحکوم علیه بکلام کقوله حکمت او اعط الشیئ الذی ادعی علیک ویقال لهذا قضاء الالزام وقضاء الاستحقاق والقسم الثانی هو منع الحاکم المدعی عن المنازعة بکلام کقوله لیس لک حق او انت ممنوع عن المنازعة ویقال لهذا قضاء الترک [۵]

---

[۱] شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ ھ) فتاوی ابن تیمیہ، ج ۱۴، ص ۱۷۱ ۔ طاہر احمد الزاوی، ترتیب القاموس المحیط، ج ۳، ص ۶۴۱ مادہ ق ض ی تاج العروس، ج ۱۰، ص ۲۹۶ ۔ القاموس المحیط الفیروز آبادی، ج ۴، ص ۳۷۹ ۔ روح المعانی، ج ۱۵، ص ۵ مجموعہ فتاوی امام ابن تیمیہ ج ۱۴، ص ۱۷۱ ۔ الانصاف، ج ۱۱، ص ۱۵۴ ۔ [۲] حاشیہ ابن عابدین، ج ۴، ۲۹۶ ۔ وانظر ادب القاضی للخصاف بشرح صدر الشہید، ص ۱۲۶ ۔ [۳] ابن عابدین حاشیہ رد المحتار، ج ۵، ص ۳۵۲ ۔ البحر الرائق، ج ۶، ص ۲۷۷ ۔ [۴] البنایہ، ج ۷، ص ۳ ۔ تبیین الحقائق ج ۴، ص ۱۷۵ ۔ درر الاحکام شرح غرر الاحکام، ج ۲، ص ۴۴۳ ۔ المجلہ، مادہ ۱۷۸۴ ۔ [۵] المجلہ ۔ مادہ ۱۷۸۶ ۔

حکم، حاکم کے اس فیصلہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ وہ مخاصمت کو ختم کرتا اور مٹا دیتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں اول یہ کہ حاکم نے محکوم علیہ پر محکوم بہ کو لازمی قرار دیا مثلاً یہ کہا کہ میں نے یہ حکم دیا یا یہ کہ تم پر جو دعویٰ کیا گیا تم اس کو ادا کرو۔ اس قسم کے فیصلے (حکم) کو قضاء الالزام اور قضاء الاستحقاق کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ حاکم نے مدعی کو منازعت سے روک دیا مثلاً یہ کہا کہ تمہارا کوئی حق نہیں یا تم کو جھگڑا کرنے سے ممانعت کی جاتی ہے اسے قضاء ترک کہتے ہیں۔

۶۔ ابن ہمام | قضاء وہ ادارہ ہے جو نزاعی مقدمات کا فیصلہ دیتا ہے۔ [۱]

۷۔ امام سرخسی | معاملہ کی حقیقی نوعیت کا دریافت کرنا، فریقین کا بیان سننا اور ان کی مراد کو سمجھنا اور اس کے مطابق فیصلہ دینا قضاء کا کام ہے۔ [۲]

۸۔ علاء الدین حصکفی | مقدمات کا نمٹانا اور جھگڑوں کا ختم کرنا۔ [۳]

مالکی نقطہ نظر (۱) ابن فرحون | قضاء کسی شرعی حکم کی اس خبر کو کہا جاتا ہے جو کسی ایک فریق پر لازم کیا گیا ہو علی سبیل الالزام کی قید سے مفتی کا فتویٰ خارج ہو جائے گا کیوں کہ فتویٰ علی سبیل الالزام نہیں ہوتا۔ قضاء سے مراد خالق اور مخلوق کے مابین واسطہ بن کر کتاب و سنت کے ذریعہ مخلوق کے مابین خالق کے اوامر و احکام کو ادا کرنا۔ [۴]

(۲) ابن عرفہ | قضاء ایک ایسی اعتباری صفت ہے جو اپنے موصوف کے حق میں اس کے شرعی احکام کے نافذ العمل ہونے کو لازمی قرار دیتی ہے۔ چاہے یہ حکم کسی کو عدل قرار دینے کے بارے میں یا مجروح قرار دینے کے بارے میں نیز یہ اس صفت کا تعلق مسلمانوں کے عمومی (یعنی ریاستی) مصالح سے نہ ہو۔ [۵]

(۳) محمد بن خطاب | قضا سے مراد واجب العمل قرار پانے کے لئے حکم شرعی سے آگاہ کرنا۔ [۶]

(۴) الدردیر | شریعت کی اصطلاح میں قضا سے مراد کسی حاکم یا حکم کا وہ فیصلہ جو اس نے کسی ایسے معاملے میں دیا ہو جو اس کے نزدیک ثابت ہو چکا ہو۔ [۷]

شافعی نقطہ نظر | (۱) قضاء دو فریقوں کے جھگڑے کو اللہ کے حکم کے مطابق ختم کرنے کا نام ہے۔ بعض علماء شافعیہ کا کہنا ہے کہ قضاء اس شخص پر کسی حکم کو لازم قرار دینے کا نام ہے جس پر شریعت کی رو سے وہ حکم لازم ہوتا ہے۔ [۸] یعنی وہ فیصلہ قضاء شرعی کی رو سے معتبر نہ ہوگا جو بغیر ما انزل اللہ سے ہوا ہو۔

---

[۱] ابن ہمام، فتح القدیر، ج ۶، ص ۳۵۶۔ [۲] المبسوط، ج ۱۶، ص ۶۰۔ [۳] علاء الدین حصکفی۔ الدر المختار مع حاشیہ ابن عابدین، ج ۵، ص ۳۵۲

[۴] ابن فرحون، تبصرۃ الحکام، ج ۱، ص ۸۔ شرح منح الجلیل، ج ۴، ص ۱۳۶۔ البہجۃ شرح التحفہ، ج ۱، ص ۱۵ طرابلسی، معین الحکام، ص ۶۔ ابن الامیر، حاشیہ حجازی علی مجموع الامیر، ج ۲، ص ۲۰۸۔ [۵] محمد بن عرفہ التونسی المالکی، شرح حدود ابن عرفہ، ص ۴۳۳۔ [۶] محمد بن الحطاب المالکی، مواہب الجلیل، ج ۶، ص ۸۶۔ [۷] ابو البرکات احمد بن محمد الدردیر، الشرح الصغیر، ج ۴، طبع قاہرہ ۱۹۷۴، ص ۱۸۰۔ [۸] مغنی المحتاج، ج ۴، ص ۳۷۱، حاشیہ الاحمادی، ج ۲، ص ۴۹۱۔ نہایۃ المحتاج، ج ۸، ص ۸۹

(۲) **شمس الدین الشربینی** | قضا سے مراد دو سے یا دو سے زیادہ فریقوں کے مابین اللہ کے حکم کے مطابق جھگڑا ختم کرا دینا۔ [1]

عز الدین عبد السلام | (۳) کسی واقعہ میں اس شخص کے لئے حکم شرعی کو واضح کرنا جس پر اس معاملہ میں اس حکم شرعی پر عمل کرنا فرض ہو جائے [2]

حنبلی نقطہ نظر | حکم شرعی کا بیان کرنا اور اسے کسی فریق پر لازم قرار دینا اور مقدمات فیصل کرنا ہے [3]

تعریفات سید شریف | دلائل کی بنا پر حق واجب کو تسلیم کرنا اور ثابت شدہ حق کو حکم سے ظاہر کرنا قضاء کی حقیقت ہے۔ [4]

صاحب ملتقی | (i) علماء شریعت نے فرمایا کہ قضا سے مراد فصل خصومات یعنی جھگڑوں کا فیصلہ کرنا ہے یا قضاء اس فیصلہ کو کہتے ہیں جو حکومت عامہ اور ولایت عامہ کی جانب سے بطور حکم فیصل کے صادر ہو۔

(ii) شریعت کی اصطلاح میں قضاء کے معنی لوگوں کے جھگڑوں اور نزاع کو احکام شریعت کے ذریعے قرآن وحدیث کے مطابق طے کرتا ہے تاکہ دعوے اور جھگڑے رفع ہو جائیں۔

ابن عرنوس | حکومت کے مقرر کردہ با اختیار ادارے کی طرف سے کتاب وسنت اور احکام شرع کی روشنی میں لوگوں کے تنازعات کا تصفیہ کرنے اور مقدمات فیصل کرنے کا نام قضا ہے۔ [5]

خلیفہ کی طرف سے مصلحت عامہ کے پیش نظر شرعی حکم میں ولایت کا نام ہے۔ [6]

ماحصل کلام | قضاء کی تعریف سے یہ بات واضح ہو گئی کہ مختلف تعریفوں میں یہ اختلاف حقیقی نہیں محض لفظی ہے۔ اور ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں

ان القضاء هو الحکم بین الخصمین بما انزل الله علی سبیل الالزام

قضاء اور حکم

چونکہ شریعت اسلامیہ میں قضا اور حکم مترادف المعانی ہیں اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں حکم کی لغوی اور اصطلاحی تعریف ذکر کر کے قضاء بمعنی حکم تشریعی کا مفہوم واضح کر دیں۔ کیونکہ ایک محقق جب قضا سے متعلق قرآن وسنت کی نصوص کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے سامنے بار بار قضاء اور حکم کے الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہوئے آتے ہیں۔ ذیل میں ہم حکم کا مفہوم واضح کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان دونوں الفاظ سے شریعت اسلامیہ میں ایک ہی مفہوم اور مدلول مراد لیا جاتا ہے۔

---

[1] شمس الدین الشربینی الخطیب الشافعی (متوفی ۹۸۰ھ)، مغنی المحتاج، ج ۴، ص ۳۷۲۔ [2] علامہ عز الدین عبد السلام السلمی الشافعی بحوالہ مغنی المحتاج، ج ۴، ص ۳۷۲۔ [3] کشاف القناع، ج ۴، ص ۲۸۵۔ شرح منتہی الارادات، ج ۳، ص ۴۵۹۔ [4] تعریفات سید شریف، ص ۱۱۸۔ [5] ابن عرنوس، ص ۳۱۔ [6] شرح الازہار، ج ۴، ص ۳۰۸۔ البحر الزخار، ج ۵، ص ۱۰۹۔